REGD No P.67

رجسٹرڈ نمبر ل ۶۷

ہفت روزہ بدر قادیان

WEEKLY BADR QADIAN

شرح چندہ
سالانہ -/۸ روپے
ششماہی -/۴ روپے
ممالک غیر -/۱۵ روپے

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۱۷	۱۶ ہجرت ۱۳۴۷ھ	۱۷ صفر ۱۳۸۸ھ	۱۶ مئی ۱۹۶۸ء	شمارہ ۲۰

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۴ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۳ مئی کو ربوہ سے اطلاع ملی ہے کہ حضور انور کو درد نقرس کی تکلیف ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

• قادیان ۱۴ مئی۔ آج سوا سات بجے قبل از مغرب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معہ اہل و عیال ربوہ سے بخیریت قادیان تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے گلے کی تکلیف چل رہی ہے۔ محترمہ بیگم صاحبہ کو بھی گلے کی تکلیف ہو گئی تھی ... ابھی تک کامل افاقہ نہیں ہوا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

• محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ مورخہ ۲ مئی کو مرزا مظفر احمد صاحب ... صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو اپنڈکس تکلیف ہو جانے کے سبب مورخہ ۲ مئی کو ... میں اپنڈے سائیٹس کا اپریشن ہوا جو کامیاب رہا۔ اسی طرح مورخہ ... مئی کو صاحبزادی امۃ المجیب صاحبہ بنت صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب ... کا اپریشن ہوا ... دونوں اپریشن ... کامیاب ہے احباب دعا فرمائیں کہ ... [illegible]

دہلی میں ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار

میں

احمدی مبلغ کی تقریر

از الحاج مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

مورخہ ۱۸ اپریل سے ۲۳ اپریل تک ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام ایک سیمینار Y.M.C.A ٹورسٹ ہوسٹل نئی دہلی میں منعقد ہوا جس میں عیسائیوں کے متعدد اسکالرز اور پروفیسر شریک ہوئے۔ انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے خاکسار کو اس امر کی دعوت دی گئی کہ مورخہ ۱۹ اپریل کو گیارہ بجے "تحریک احمدیت" پر ایک لیکچر دوں۔ اس دعوت کے مطابق خاکسار تاریخ مذکورہ پر قریباً ساڑھے دس بجے لیکچر ہال میں پہنچ گیا۔ اس وقت پروفیسر ضیاء الحسن نظامی صاحب "وحدت الوجود" کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے۔ ان کی تقریر سوا گیارہ بجے ختم ہوئی اور مختصر سے وقفہ کے بعد خاکسار کی تقریر شروع ہوئی۔

تقریر شروع ہونے سے قبل ڈاکٹر سموئیل وی بھجن ایم۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی نے خاکسار کا تعارف کرایا۔ تعارف کے بعد خاکسار نے اردو زبان میں تقریر شروع کی۔ حاضرین میں زیادہ تر ایسے احباب تھے جو اردو اچھی طرح نہ سمجھ سکتے تھے اس لئے ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں مسٹر آئی۔ایچ ڈگلس ڈائریکٹر ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کرتے رہے۔ آخر میں مترجم کے فرائض مخدوم سید اوصاف علی صاحب نے سرانجام دیئے۔ خاکسار کی تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی اور تقریر کے ختم ہونے پر پون گھنٹہ ایک نہایت ہی عمدہ ماحول میں سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ آئندہ سطور میں قارئین بدر کے فائدہ کے لئے تقریر کا خلاصہ اور سوالات و جوابات کی تفصیل دی جاتی ہے۔

پیشتر اس کے کہ میں اپنی تقریر کا خلاصہ درج کروں میں منتظمین سیمینار ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے احمدیہ جماعت کا نقطۂ نگاہ معلوم کرنے کے لئے خاکسار کو مدعو کیا۔ اور مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا۔

میری تقریر کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

احمدیت خالصتہً مذہبی اور اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ آپ نے اس تحریک کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں رکھی۔

مختلف مذاہب کے ماننے والے اس زمانہ میں ایک موعود روحانی مصلح کا انتظار کر رہے ہیں۔ مثلاً مسلمان امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے آنے کے منتظر ہیں۔ اہل ہنود کرشن جی کے گیتا میں بیان کردہ وعدہ کے مطابق کہ

چوں بلیاد میں سست گردد بسے
نمائم خود را بشکل کسے

حضرت کرشن کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔ مہاتما بدھ کو ماننے والے بدھ جی مہاراج کی دوسری آمد کے منتظر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ہر مذہب کے ماننے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ مصلح اور موعود ہر مذہب اور قوم میں علیحدہ علیحدہ رونما ہوں گے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے مدلل رنگ میں بتایا کہ دراصل ان سب قوموں کا موعود مصلح ایک ہی شخص تھا۔ اور آپ نے بتایا کہ اس موعود کے آنے کا زمانہ یہی ہے اور اس کی آمد پر جن علامات کا ظہور مختلف کتب میں بتایا گیا تھا وہ علامات ظاہر ہو چکی ہیں۔ اور وہ موعود مصلح میں ہوں۔ مجھے ہی سب نبیوں کا بروز بنا کر اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

تسبیح و تحمید اور درود شریف پڑھنے کی بابرکت تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

"میں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح اور تحمید اور درود پڑھے ... اس طرح پر کہ ہمارے بڑے مرد ہوں یا عورتیں (روزانہ) کم سے کم دوسو بار تسبیح اور درود پڑھا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

... ان سے ۲۵ سال کی عمر تک ... سو بار ... سات سال ... دفعہ اور جن کی عمر ۷ سال سے کم ہے ان کے والدین یا سرپرست ... دن میں تین دفعہ کم از کم یہ تسبیح اور درود کہلایا جائے ... جماعت ... ذمہ واریوں کو سمجھے اور کم از کم مذکورہ تعداد میں ذکر اور زیادہ سے زیادہ ... ذکر و درود کو پڑھے۔"

ملک صلاح الدین ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۱۶ رمئی ۱۹۶۸ء

افریقہ میں اسلام کی کامیاب تبلیغ

صحیح لائینوں پر نتیجہ خیز رنگ میں تبلیغ حق کا کام کوئی معمولی نہیں اور نہ ہی اس قدر آسان ہے کہ اسے بچوں کا کھیل سمجھا جائے۔ جو ہر قسم کی قربانی اور قدم قدم پر مخلصانہ ایثار کی ضرورت ہے۔ مال و جان ۔ وقت حتیٰ کہ جذبات کی قربانی کے بغیر تبلیغ کا کام ممکن نہیں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ایک مامور کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کے بعد ایسا زندہ اور تازہ ایمان میسر آیا ہے کہ ہر احمدی کے لئے دین کی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی دینا چنداں مشکل نظر نہیں آتا۔ بلکہ ہر فرد کی آخری تمنا یہی ہوتی ہے کہ اس راہ میں اگر جان بھی جاتی ہے تو یہ ایک سستا سودا ہے۔

احمدی مبلغین کی مسلسل اور پیہم قربانیوں اور سرفروشانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج دنیا کے ہر خطہ میں تبلیغ اسلام کا جھنڈا احمدی مبلغین کے ہاتھوں لہرا رہا ہے۔ اور براعظم افریقہ میں تو اسلام کا مستقبل بڑا ہی تابناک اور روشن نظر آرہا ہے اس جنگ اسلام اور مسیحیت کی سیدھی ٹکر ہو رہی ہے۔ اور چونکہ اسلام کا زندہ خدا کے ساتھ تعلق ہے جس کا زبردست ثبوت یہ ہے کہ اس نے اسلام کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ اس پرآشوب زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے خدا تعالیٰ نے عین وقت پر مسیح الزمان کو مبعوث فرمایا آپ کے ذریعہ اسلام کے پھر سے سربلند ہونے کے آثار دکھائی دے رہے ہیں مذہبی رنگ میں مسیحیت کا کامیاب مقابلہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو ایسے دلائل سکھائے جن کے سامنے پادری دم نہیں مار سکتے۔

دلائل کے اس زبردست اسلحہ سے لیس ہو کر احمدی مبلغین افریقہ میں شب و روز مصروف جہاد ہیں۔ مسیحیت کے ساتھ ان کی سیدھی ٹکر میں اسلام کو جو نمایاں فتح حاصل ہو رہی ہے۔ اس کے بارہ میں عالمی شہرت کے امریکی رسالہ ہفت روزہ ٹائم نے ۱۱ رجنوری ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں اس امر کا اعتراف کیا کہ افریقہ میں اسلام سرعت سے پھیل رہا ہے اور مذہبی دوڑ میں ایک عیسائی کے مقابلہ میں نو شخص اسلام قبول کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسی خبر تھی جس پر اسلام پسند طبقہ کو اس نیک کام کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت تھی، کیونکہ مقابلہ کی صورت میں جب کہ دشمن پسپا ہو رہا ہو تو جنگ قوت کے ساتھ آگے بڑھنے کی ضرورت ہوتی ہے تا پہلے سے زیادہ نمایاں طور پر کامیابی حاصل ہو۔ لیکن

فسکر برعکس لبقدر ہمت اوست

دیگر مسلمانوں کی طرف سے پانچ سال مکمل سکوت کے بعد اب اسی خبر کو کچھ اور ہی رنگ میں پیش کیا جانے لگا ہے۔ اخبار سیاست جدید کانپور کے ایک مضمون نگار صاحب رسالہ "ٹائم" کے اسی مضمون کے ذکر پر لکھتے ہیں:۔

"اس [illegible] نے اپنی ۱۱ رجنوری ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کے پھیلاؤ کے بارہ میں ایک خاص مضمون شائع کیا۔ جس میں قارئین کو یہ تاثر دیا گیا کہ افریقہ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی آنکھوں میں اس طرح دھول ڈالی گئی کہ اب بھی صحیح حالات سے بے خبر رہیں۔ مغربی پریس کے اس جھوٹے پروپیگنڈا کا دوہرا مقصد ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ اسلامی مبلغین کو یہ تاثر دے کہ اسلام وہاں تیزی سے پھیل رہا ہے افریقہ جانے سے روکے رکھیں اور دوسری طرف تبلیغ اسلام کے ضمن میں مبالغہ آرائی کر کے اپنا حکومتوں، صنعت کاروں اور دیگر ثروت مند لوگوں سے زیادہ پیسہ جمع کر کے افریقہ میں عیسائیت کے پرچار پر صرف کریں۔"

(سیاست جدید کانپور ۲۰ ؍ ۴ ؍ ۶۸)

مغربی پریس کا پروپیگنڈا مسلّم، اس سے مسیحیت کے لئے ہر قسم کی امداد طلب کرنے کی پُر فریب چال درست، مگر اس سے یہ نتیجہ نکال لینا کہ براعظم افریقہ میں اسلام کی کامیاب تبلیغ کا کام محض جھوٹ ہے۔ اور کہ یہ جھوٹ اس لئے گھڑا گیا ہے "تا اسلامی مبلغین کو یہ تاثر دے کر اسلام وہاں تیزی سے پھیل رہا ہے افریقہ جانے سے روکے رکھیں" یہ سب باتیں کچھ میل نہیں کھاتیں۔

اصل بات یہ ہے کہ احمدیہ جماعت کے سوا کسی دوسری جماعت یا کسی دوسرے اسلامی فرقہ کو اس کام کی توفیق ہی نہیں ملی۔ اب یہ لوگ نہیں چاہتے کہ اس رنگ میں احمدیت کی امتیازی شان ظاہر ہو۔ اس لئے محض جماعت کے اس عظیم الشان کام کو ہلکا دکھانے کی خاطر ایسا انداز اختیار کیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ رسالہ مذکور کے نمائندہ نے خود موقعہ پر پہنچ کر افریقہ میں کام کر رہے احمدیہ مشنز کا معائنہ کیا۔ اسلام کے احمدی مبلغین کی سرفروشانہ مساعی کا ذاتی مشاہدہ کیا اور ان کے کام کا تجزیاتی جائزہ لینے کے بعد ان تاثرات کا اظہار کیا۔ بایں ہمہ احمدیہ جماعت کو ایسی تحریروں پر چنداں افسوس نہیں کیونکہ احمدی مبلغین کے تبلیغی کارنامے ایک دنیا کے سامنے ہیں۔ اس آفتاب صداقت کو غلط بیانی یا لفظی ایچ پیچ سے پردے میں نہیں رکھا جا سکتا!!

مضمون نگار نے جس بات پر مضمون کی تان توڑی ہے وہ بھی خاص طور پر قابل ملاحظہ ہے۔ لکھا ہے:۔

"مسلمانانِ عالم کو افریقہ میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہیئے اور جس حد تک بھی ممکن ہو ایسے اداروں کی مدد کرنی چاہیئے جو نہایت مشکلات میں افریقہ کے جدید خطوط پر تبلیغی کام کرنے کے لئے قائم ہو رہے ہیں... اگر بلا تفریق ہر قوم کا بھیجنا ممکن نہ ہو تو قرآن مجید کی جلدیں انگریزی زبان میں دینی کتب و رسائل کی جا سکتی ہیں۔"

تبلیغی کام کرنے کے نام پر قائم ہو رہے ادارے اول تو صرف نام کے ہیں جن کو محض چندہ وصول کرنے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سرزمین افریقہ میں جس رنگ میں احمدیہ جماعت کو کامیابی حاصل ہوئی اور ہو رہی ہے نا ممکن ہے کہ دیگر مسلمانوں کو ایسی کامیابی نصیب ہو۔ اس کی بڑی وجہ تو وہ عقائد و نظریات ہیں جو غلط رنگ میں اسلام کی طرف منسوب کر رکھے ہیں جن سے اسلام کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ مسیحیت کے ہاتھ اور مضبوط ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ اور پھر آپ کی طرف ایسی صفات کا منسوب کیا جانا جو الوہیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس جب تک نام نہاد مسلمین کے اپنے عقائد کی اصلاح نہیں ہوتی غلط عقائد کے ساتھ دنیا کے کسی خطہ میں نام کے مسلمانوں کو مسیحیت پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی اس امر کی خبر دے رکھی ہے کہ امت محمدیہ کے بگاڑ کے وقت اس امت کا ایک فرد امام الزمان کے منصب پر فائز ہوگا۔ جو حکم و عدل ہونے کے لحاظ سے مسلمانوں کے ان عقائد کی بھی اصلاح کرے گا۔ اور اسی کے ذریعہ اسلام کے روحانی غلبہ اور اس کی سربلندی کے سامان بھی ہوں گے!!

درخواستہائے دعا

مکرم قریشی یونس احمد صاحب استم کی بیماری پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ بلکہ لگتا ہے تکلیف بڑھ رہی ہے۔ احباب اپنے درویش بھائی کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر انہیں صحت عطا فرمائے۔ آمین

● مکرم ساجد احمد صاحب بریلی سے اطلاع دیتے ہیں کہ امتحان دے رہا ہوں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

خطبہ جمعہ

ہمارے اعضاء میں جن پر خدا نے کچھ پابندیاں عائد کی ہیں زبان بنیادی اہمیت کی حامل ہے

خدا کا بندہ بننے اور اس کے عباد میں شامل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ قولِ احسن کی پیروی کی جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۹ را پریل ۱۹۶۸ء

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گزشتہ جمعہ میں نے سورۃ بنی اسرائیل اور سورہ نحل اور سورہ حٰم السجدہ اور سورۃ مومنون کی بعض آیات آپ دوستوں کے سامنے پڑھ کے آپ کی توجہ اس تعلیم اور ہدایت کی طرف مبذول کی تھی جو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ بنیادی اور خصوصی ہدایت انسان کی زبان، اظہار اور بیان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ دی ہے کہ

قولِ احسن کے اصول پر کاربند رہو

اور فرمایا ہے کہ اگر تم میری اس ہدایت کو قبول نہیں کروگے اور اس کے مطابق عمل نہیں کروگے تو پھر میرے عباد، میرے بندوں میں شامل ہونے کا خیال ترک کرنا پڑے گا۔ اس صورت میں تم میرے عباد میں شامل نہیں ہو سکوگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لئے یہ فرمایا ہے ؎

بے احتیاط ان کی زباں وار کرتی ہے
اک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے

تو جو شخص قولِ احسن کا پابند نہیں، اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زبان کو بے لگام نہیں چھوڑا۔ بہت سی پابندیاں اور حد بندیاں اس نے زبان پر قائم کی ہیں۔ اور اظہار رائے زبان سے ہو یا تحریر سے، اشارہ سے ہو یا بلیغ خاموشی سے، یہ تمام اظہار

بااخلاق آزادی کی قیود

میں بندھے ہوئے ہیں۔ تو بنیادی ہدایت زبان کے متعلق یہ ہے کہ جو بات کہو احسن کہو اگر اللہ کے بندوں میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ اگر شیطان کے بندے بننا چاہتے ہو تو یہ تمہاری مرضی ہے قولِ احسن کے اصول پر کاربند ہوئے بغیر کوئی شخص خدا کے عباد میں شامل نہیں ہو سکتا۔

اظہار کا یا بیان کا بڑا تعلق اس سلسلہ میں تبلیغ اور اشاعت حق، اشاعت اسلام سے ہے۔ اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ قریباً تمام دنیا میں پھیل چکی ہے۔ سو جہاں بھی جماعت احمدیہ بستے ہیں انہیں چاہیئے کہ اشاعت اسلام اور تبلیغ کے سلسلہ میں

قرآن کریم نے جو ہدایات دی ہیں

جن میں سے بعض بنیادی باتوں کا تعلق ان آیات سے ہے جن پر میں نے گزشتہ خطبہ دیا تھا۔ ان کو اپنے سامنے رکھیں اور کبھی بھی نفس کے جوش سے اپنے رب کو ناراض نہ کریں۔ ان آیات میں جو گزشتہ جمعہ میں نے پڑھیں اور جن کے متعلق میں نے خطبہ دیا تھا اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل باتیں بیان کی ہیں:-

(۱) یہ کہ دعوت الی الحق (اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے) کا کام سپرد کرتے ہوئے قرآن کریم نے جو ہدایت انسانوں کے لئے دی ہے وہ یہ ہے کہ اشاعتِ حق کا کام ان علمی اور عقلی دلائل کے ساتھ کیا جائے جو قرآن کریم میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یا وہ علمی دلائل جو قرآن کریم کے علمی اور عقلی دلائل کی تائید میں دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بعض دلائل کو تو اپنی حکمت کاملہ سے صدیوں محفوظ رکھا اور آج انہیں اس لئے ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے بیان کی سچائی پر وہ دلیل ٹھہریں۔

(۲) دوسری ہدایت یہ دی کہ قرآن کریم میں صرف علمی اور عقلی دلائل ہی نہیں بلکہ

بہت سے روحانی اسرار اور روحانی انوار

بھی پائے جاتے ہیں۔ تو دوسروں کے سامنے قرآن کریم کے روحانی اسرار و انوار پیش کرنے چاہئیں۔ اور میں نے بتایا تھا کہ اس وقت بہترین تفسیر جو اس زمانہ کے حالات کے مطابق ہمارے پاس ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سکھائی ہوئی تفسیر ہے

(۳) پھر ہمیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ہر محل پر بولنا جو ہے وہ خوبی نہیں بلکہ بعض دفعہ گندہ دہنی کے مقابلہ میں ایک انسان بلیغ خاموشی کو اختیار کرتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصَّمْتُ حُکْمٌ۔ حکمہ کے معنی یہاں مفردات راغب میں حکمت کے لکھے ہیں

(۴) پھر ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ مخاطب کی طبیعت اور اس کے علم اور اس کی ذہنیت کے مطابق اس سے بات کرنی چاہیئے، اور جو ایسا نہیں کرتا وہ

حکمت سے بعید بات

کرتا ہے۔ بعض دفعہ بعض نوجوان اپنی جوانی کے جوش میں اس چیز کو بھول جاتے ہیں کہ بات تو اس سے کرنی چاہیئے جس کی طبیعت کا ہمیں علم ہو اور واقفیت ہو، اور اس کی ذہنیت سے ہم واقف ہوں۔ اور وہ بات اس کے سامنے ہم کریں جو وہ سمجھ سکتا ہو۔ میں نے سنا ہے کہ بعض دفعہ نوجوان مساجد میں رات کے وقت اپنے رسالے یا اپنے اشتہار چھوڑ آتے ہیں یا دوکانوں کی دہلیز میں سے اندر اپنا لٹریچر رکھ دیتے ہیں تو یہ حکمت کا طریق نہیں۔ یہ وہ طریق نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے۔ نہ یہ وہ طریق ہے جو اثر انداز ہو سکتا ہے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ پچاس ہزار اشتہار طبع کروا کر اسے تقسیم کر دیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک نور کو پایا

ہم نے ایک برکت کو حاصل کیا

ہم پر رحمت کے دروازے کھلے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے اس نور، اس برکت اور اس رحمت کو حاصل کیا ہے ہمارے دوسرے بھائی بھی اس نور، برکت اور رحمت کو حاصل کریں۔ لیکن ایسا طریق اختیار کرنا کہ ان جنتوں کے دروازے وا ہونے کی بجائے اور بھی ان پر مسدود ہو جائیں یہ تو حکمت کا طریق نہیں ہے ان چیزوں سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیئے۔ اور بڑے استغفار کے ساتھ اور بڑے تضرع کے ساتھ اور بڑی محبت اور پیار کے ساتھ ان باتوں کو ان بھائیوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے، جو ابھی ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور ان پر ایمان نہیں لاتے۔ تا وہ یقین کرنے لگیں کہ یہ شخص انتہائی محبت سے، انتہائی خلوص سے ہمارے سامنے یہ باتیں رکھ رہا ہے۔ اور کوئی لڑائی اور جھگڑا اور فساد کا دروازہ نہ کھلے۔

(۵) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ صرف زبان کا قول کافی نہیں بلکہ عمل کا جو اظہار ہے اس کے ذریعہ دوسروں کے دلوں تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حُسنِ سلوک ایک بہترین راہ ہے

جس سے کہ اگلا آدمی کم از کم اس بات کا قائل ہو جاتا ہے کہ یہ شخص میرا دشمن نہیں۔ جو کچھ کر رہا ہے میری ہمدردی، بھلائی اور خیر خواہی کی وجہ سے کر رہا ہے۔ وہ آپ کو غلط راہ پر سمجھ سکتا ہے، وہ آپ کے عقیدہ کو غلط عقیدہ سمجھ سکتا ہے۔ وہ آپ کے عمل کو جو اس عقیدہ کے مطابق ہے، ہو سکتا ہے کہ عمل صالح نہ سمجھے لیکن اس کو یہ وہم کبھی نہیں گزرنا چاہیئے کہ یہ شخص جو کچھ کر رہا ہے وہ محبت کے منبع سے نہیں پھوٹا۔ بلکہ دشمنی اور فساد کے منبع سے پھوٹا ہے

(۶) پھر اللہ تعالیٰ نے اس طرف ہمیں متوجہ کیا ہے کہ

"موعظہ حسنہ" کی تعلیم پر عمل کرو

جو الٰہی سلسلے جاری کئے جاتے اور قائم کئے جاتے ہیں ان کے ساتھ بعض پہلو انذاری بھی ہوتے ہیں۔ موعظہ اس وعظ اور نصیحت کو کہتے ہیں جس میں انذار کا اظہار کیا جائے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انذار کا اظہار دوسروں کو غصہ دلانے والا اور غلط فہمی پیدا کرنے والا بھی ہو سکتا ہے اس لئے بڑی احتیاط سے کام لیا کرو۔ جب انذاری پیشگوئیاں بیان کیا کرو انذار کے ساتھ تبشیر کے پہلوؤں کو بھی نمایاں کرتے چلے جاؤ تاکہ سننے والے یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو انذاری وعید اور پیشگوئیاں کی ہیں وہ ہماری ہی بھلائی کے لئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ شرط کر دی ہے کہ اگر انسان توبہ کرے اور رجوع با صلاح ہو اور اپنے رب اور مولیٰ کی طرف رجوع کرے تو یہ وعید ٹل جایا کرتے ہیں۔ اور ضروری ہے کہ اصلاح کے بعد انذاری پیشگوئیاں پوری نہ ہوں جیسا کہ انبیائے سابقین جو ہیں ان کی پیشگوئیوں کی تاریخ سے بڑی اچھی طرح واضح ہوتا ہے

(۷) پھر ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ منکر اور مخالف کے اعتقادات کے دعا ہے کا منہ موڑنے کے لئے امن اور صلح کی راہوں کو اختیار کرو۔ فتنہ اور فساد کی راہوں سے اجتناب کرو اور احسن کے ساتھ اس کا

مقابلہ کرو۔ اور

(۸) آٹھویں بات ہمیں یہ بتائی گئی تھی کہ جب تم نے اپنے بھٹکے کی مقبولیت، اپنی عزت کے استحکام یا اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے دنیا کو اپنی طرف نہیں بلانا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے اور تمہاری ذات کا اس میں کوئی فائدہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے جس راہ اور جس طریق سے بلانے کا حکم دیا ہے اس طریق کو اختیار کرو اور نرمی اور محبت اور پیار سے کام لو۔

(۹) پھر ہمیں کہا گیا ہے کہ منہ کی باتیں اگر دل، اور دیگر جوارح، اور اگر روح سے نہ نکلیں تو وہ اثر انداز نہیں ہوا کرتیں۔ اس لئے تم

دنیا کے سامنے عملی نمونہ رکھو

فرمایا:-

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا

تو جب تک عمل صالح ساتھ نہ ہو اس وقت تک تمہاری باتیں دنیا کے دلوں کو جیتیں گی نہیں اور فتح نہیں کریں گی اور ان دلوں کو جیت کر اور ان دلوں کو فتح کر کے تم اس قابل نہیں ہو گے کہ تم انہیں اپنے رب کے قدموں پہ لا ڈالو۔ اس لئے جب تم حق کی اشاعت کے لئے اپنے گھروں سے یا اپنے شہر سے، اپنے قفس سے جو نفس کی خواہشات کا ایک پنجرہ ہوتا ہے، اس سے باہر نکلو تو اس وقت عملی نمونہ اپنے ساتھ لے کر جانا۔ ورنہ تمہاری باتیں جو ہیں وہ ایک کان میں داخل ہوں گی اور دوسرے کان سے باہر نکل جائیں گی۔

(۱۰) پھر دسویں بات یہ بتائی گئی ہے کہ وہ عمل جو بظاہر عمل صالح نظر آتا ہے ضروری نہیں کہ وہ خدا کی نگاہ میں بھی عمل صالح ہو۔ اس لئے

تمہاری روح کی بھی آواز

یہی ہونی چاہیئے کہ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کہ میں آستانۂ الٰہی پر ہر وقت جھکی ہوئی ہوں۔ اور تمہاری روح دنیا کے کان میں یہ آواز ڈالے کہ میں نے اپنا اور اپنوں کا سب کچھ اپنے رب کی راہ میں قربان کر دیا ہے۔

پس ان باتوں کا تبلیغ کے اوقات میں اور اشاعت اسلام کرتے ہوئے خیال رکھنا ضروری ہے۔ غلط راہ اختیار کر کے شاید ہم ظاہر بین نگاہ کو اور شاید اپنے دل کو بھی خوش کر لیں۔ لیکن جب تک ہم خدا تعالیٰ کی فرمودہ ان باتوں کا خیال نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کے عباد میں شامل نہ ہوں گے۔ اور اس کی رحمت اور برکت ہماری کوششوں میں نہ ہو گی۔ اور

وہ فتح کے وعدے اور وہ کامیابی کی بشارتیں

جو غلبۂ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی ... [illegible] ... ارشاد فرمائے

اور ان وعدوں کے وارث نہیں ٹھہریں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان باتوں کی طرف اپنی جماعت کو، اپنے ماننے والوں کو بار بار متوجہ کیا ہے۔ لیکن ہم میں ہم میں سے جو کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو پڑھنے والے اور آپ کے ارشادات پر غور کرنے والے ہیں۔ اس نیت کے ساتھ کہ جو ہدایتیں آپ نے ہمیں دی ہیں اور جس رنگ میں اسلام کا نور آپ ہم پر چڑھانا چاہتے ہیں اس میں ہم اپنی کوشش، تدبیر، مجاہدہ اور دعا کے نتیجہ میں کامیاب ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے اور ہم وہ بن جائیں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے تھے۔

اس وقت میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے

آپ دوستوں کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں تا آپ یہ سمجھیں کہ آپ (علیہ السلام) کے دل میں کس قدر درد اور تڑپ تھی۔ ان باتوں کے متعلق، اور کس قدر تربیت کرنا چاہتے تھے آپؑ اپنی جماعت کے افراد کی۔ اور کس طرح بار بار اور مختلف طریق سے آپؑ نے جماعت کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اگر خدا کے حقیقی عبد اور بندے بننا چاہتے ہو، اور اس کی رحمتوں کے وارث بننا چاہتے ہو، ان وعدوں اور بشارتوں کے وارث بننا چاہتے ہو جو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دی ہیں تو انہیں کن راہوں کو اختیار کرنا چاہیئے۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

"خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے۔ ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے"

"یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے

حکمت اور معرفت کی بات

نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈا ہوتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے اور آسمان پر تم دنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے۔ اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی۔ تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو۔ اور چاہیئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام میں کچھ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے

حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں

لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پیدا کرتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ۔ تا سامعین کے لئے موجب ملال نہ ہوں جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا۔ اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے۔ اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی۔ اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اس کے منہ پر جاری ہوتی ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں تو نفسانی جوشوں سے دور رہو۔ اور کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہیں اور وقت ضائع کرنا ہے۔ بدی کا جواب بدی سے مت دو۔ نہ قول سے نہ فعل سے۔ تا خدا تمہاری حمایت کرے اور چاہیئے کہ درد مند دل کے ساتھ سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرو نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے

کیونکہ مُردہ ہے وہ دل

جو ٹھٹھا ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے۔ اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسروں کو اختیار کرنے دیتا ہے۔ سو تم اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات منہ سے مت نکالو۔ کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہو گی اور سفلہ اور کمینہ لوگوں اور اوباشوں کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ جنگ آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جائے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پر حکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو۔" (نسیم دعوت صفحہ ۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۴-۳۶۵)

اسی طرح جو منکر اور مخالف اور گندہ دہنی سے کام لینے والے اور انتہائی بدزبانی کرتے ہوئے گالیاں دینے والے ہیں۔ ان کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں:-

"میں

اپنی جماعت کو نصیحت

کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی دشمنوں کی گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ

عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی

ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بُردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو نور دیا جاتا ہے۔ جس سے اس کی عقل اور فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۰)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:-

"ہماری جماعت کو چاہیئے

کہ اپنے مخالفوں کے مقابل پر نرمی سے کام لیا کرے۔ تمہاری آواز تمہارے مخالف کی آواز سے بلند نہ ہو۔ اپنی آواز اور لہجہ کو ایسا بناؤ کہ کسی دل کو تمہاری آواز سے صدمہ نہ ہو... ہم تو مقتولوں اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے اور ان میں زندگی کی روح پھونکنے کو آئے ہیں تلوار سے ہمارا کاروبار نہیں نہ یہ ہماری ترقی کا ذریعہ ہے۔ ہمارا مقصد نرمی ہے اور نرمی سے اپنے مقاصد کی تبلیغ ہے۔ غلام کو وہی کرنا چاہیئے جو اس کا آقا اس کو حکم کرے۔ جب خدا نے ہمیں نرمی کی تعلیم دی ہے تو ہم کیوں سختی کریں۔

ثواب تو فرمانبرداری میں ہوتا ہے

اور دین تو یہی اطاعت کا نام ہے۔ نہ یہ کہ اپنے نفس اور ہوا و ہوس کی تابعداری سے جوش دکھاویں

یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو

مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ذہن ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔"

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

"سو دیکھو اگر تم لوگ ہمارے اصل مقصد کو نہ سمجھو گے تو ان وعدوں کے وارث تم کیسے بن سکتے ہو جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں۔ جسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔ پس جادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کے موافق اپنا عملدرآمد رکھو۔ اسی طرزِ کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۶-۱۲۷)

پھر فرماتے ہیں:۔

"سو تم اس وقت سن رکھو کہ

تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں

کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو کیونکہ اگر تم نے بھی باتیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو۔ ایک خلقت کی دوسری خدا کی....."

یاد رکھنا چاہیئے کہ جن آیات پر میں نے خطبہ دیا تھا کہ "عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ" آپؑ کے ارشادات انہی آیات کی تفسیر ہے

آپؑ فرماتے ہیں:۔

"چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثرِ سجود نظر آئے اور خدا کی بزرگی تم میں قائم ہو۔ اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو۔ اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولا حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دکھ اٹھاؤ۔ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ"

(ازالہ اوہام صفحہ ۸۲۵ تا صفحہ ۸۳۵ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۹ تا صفحہ ۵۵۳)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور

کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو

خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاقِ فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے؎

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور لسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی زبان سے قیل و قول کرنے والے تو لاکھوں ہیں..... تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصہ میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۶۷-۶۸)

یہ تو چند حوالے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور آپ کی تحریریں اور تقریریں اور ملفوظات ان باتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ پس خدا کے لئے قرآن کریم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو اور جیسا کہ میں نے کہا ہے ہمارے ہر عضو پر اللہ تعالیٰ نے کچھ پابندیاں عاید کی ہیں۔ اور زبان ایک بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ ہمارے ہر عمل کو یہ پاک سے پاک تر بھی بنا سکتی ہے اور ہمارے ہر عمل کو یہ ضائع بھی کر سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص غرباء میں مال تقسیم کرتا ہے لیکن بعد میں مَن اور اذیٰ کا طریق اختیار کرتا ہے۔ کروڑوں روپوں کو اس طرح زبان کی ایک جنبش سے ضائع کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی درگاہ سے وہ ردیہ دھتکارا جاتا ہے اور اس کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتا۔

احترام ہے۔ اس کا اظہار بھی زبان سے ہوتا ہے۔ اور وہ جن کا احترام کرنا اور جن کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے فرض کیا ہے ان کے حق میں احترام کے سوا کوئی اور بات منہ سے نکالنا فعلی نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ باپ روحانی ہو یا جسمانی، اس کے سامنے اُف نہیں کرنی

کیونکہ ربوبیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو شریک کیا ہے۔ ہر ماں باپ صفتِ ربوبیت میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیتے ہیں۔ خواہ وہ اچھے ماں باپ نہ بھی ثابت ہوں جو اچھے ماں باپ ہوں وہ تو بہت سا حصہ اس دنیا کی ربوبیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لیتے ہیں۔ اگرچہ انسان کی ربوبیت اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تو آپس میں مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تو بالکل واضح ہے۔ لیکن دنیوی نقطۂ نگاہ سے ایک حد تک وہ ربوبیت میں سے حصہ لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ جو روحانی ربوبیت کرنے والا یا جسمانی ربوبیت کرنے والا ہو اُسے

ایسی بات نہ کہو جو اُف میں شامل ہو

بلکہ احترام کرو۔ پھر اسلام یہ کہتا ہے کہ اپنے سے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو۔ یہ احترام اور شفقت فعل سے بھی ہوتی ہے اور زبان سے بھی ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص فعل سے تو بڑی شفقت کرے لیکن زبان کو غلط راہوں پر چلائے وہ بیباک زبان کرنے والی ہو تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں فرمایا "لَيْسَ مِنَّا"

پس ہزاروں احکام ہیں جن کا زبان سے تعلق ہے۔ جن میں سے بعض کے متعلق

میں نے اپنے ان دو خطبوں میں آپ دوستوں کے سامنے کچھ بیان کیا ہے۔ لیکن جو کامل اور مکمل تعلیم ہمیں دی گئی ہے، سب کو اپنے سامنے رکھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور بنیادی چیز یہ ہے کہ اگر خدا کا بندہ بننا ہو، اس کے عباد میں شامل ہونا ہو تو

احسن قول کی پیروی

کرنا ضروری ہے۔ اپنی طبیعت ایسی بنانا چاہیئے کہ "احسن" کے سوا منہ سے کوئی بات ہی نہ نکلے خدا کرے کہ وہ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ ہر راہ سے ہمیں اپنے بندوں میں شامل کرے

اور

ہم اس کے حقیقی بندے بن جائیں

اور ہم سے کوئی بات ایسی سرزد نہ ہو جو ہمیں اس کے گروہ اس کے عباد سے نکالنے والی ہو۔

آمین ثم آمین

(الفضل ۱۴ مئی ۱۹۶۸ء)

اعلان منسوخی وصایا

مندرجہ ذیل احباب کی وصایا غیر معمولی بقایا کی وجہ سے یا عدم پیروی کے باعث مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ قادیان نے منسوخ کر دی ہیں متعلقہ احباب اور متعلقہ جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال مطلع رہیں۔

قواعد کے مطابق جن افراد کی وصایا بقایا کی وجہ سے منسوخ ہو جائیں ان سے کسی قسم کا چندہ قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ وہ مقامی جماعت کے توسط سے اپنی مجبوریاں نظارت بیت المال کے سامنے پیش کر کے چندہ عام ادا کرنے کی منظوری حاصل نہ کر لیں۔

۱۔ مکرم عبدالقدیر صاحب ولد وزیر الدین صاحب ساکن جگاڈں ضلع بھاگلپور بہار۔ حال جمشید پور۔ وصیت نمبر ۶۷۶۸۔ بوجہ بقایا

۲۔ مکرم شیخ شعبان صاحب ولد شیخ حسین صاحب ساکن کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ۔ حال موسے بنی مائینز ضلع سنگھ بھوم۔ بہار۔ وصیت نمبر ۹۱۹۸ بوجہ بقایا

۳۔ مکرم افضل خان صاحب ولد ذوالفقار خان صاحب ساکن ہبلی ضلع دھارواڑ صوبہ میسور۔ بوجہ بقایا

۴۔ مکرم بابو خان ولد محمد خان صاحب ساکن رام درگ ہبلی ضلع دھارواڑ صوبہ میسور۔ بوجہ بقایا و عدم پیروی

۵۔ مکرم عبدالسلیم صاحب ولد حکیم عبدالرحمٰن صاحب ساکن ہبلی ضلع دھارواڑ صوبہ میسور۔ بوجہ بقایا و عدم پیروی

۶۔ مکرم کے عبداللہ صاحب ولد کٹا صاحب سکنہ کوڈالی ضلع کنانور کیرالہ۔ بوجہ بقایا و عدم پیروی

۷۔ مکرم [illegible] سکنہ [illegible]

اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق بخشے کہ اپنے بقایا ادا کر کے وصیتیں بحال کرا لیں

[illegible] اور جن [illegible] کو خطوط کے ذریعہ سے بھی اطلاع دی جا رہی ہے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ [illegible]

خلافتِ احمدیہ کے حق میں لاہوری گروہِ خوارج کے سابقہ بیانات

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل - نائب ناظر دعوة وتبلیغ قادیان

(۱) خواجہ کمال الدین صاحب کا ایک حیران کن بیان قیامِ خلافت کے متعلق

لکھا :-

خلافت کے قیام کیلئے خدا کی منشاء

"احمدی جماعت میں سے بہت تھوڑوں کو اس بات کا علم ہے کہ میں نے ہی سب سے پہلے حضرت قبلہ (مولوی نورالدین صاحب۔ ناقل) کو اپنی طرف سے اور اپنے خاص احباب کی طرف سے خلافت کا بارِ گراں اٹھانے کے لئے عرض کیا۔ اس کی بناء کوئی مصلحتِ وقت نہ تھی بلکہ اشارہ ربّی تھا جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے

حضرت مسیح موعودؑ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ میں نے شب درمیان ۲۳، ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء ایک عجیب رؤیا دیکھا۔ میں ان واقعات کا ذکر بھی نہ کرتا لیکن چونکہ بعد کے واقعات اور موجودہ واقعات نے اس رؤیا کی صداقت پر مہر لگادی ہے اس لئے میرے نزدیک ہر ایک سلیم الفطرت احمدی کے لئے یہ قطعی شہادت ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں اور میرے ہمراہ شاید اور نو یا دس یا گیارہ احباب ہیں جن میں سے ایک مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ ہم سب کسی شاہی خاندان میں سے ہیں لیکن جس خاندان کے ہم ممبر ہیں ان کا سرتاج تخت سے الگ ہو چکا ہے اور نئی سلطنت قائم ہو گئی ہے۔ اور پہلا دور بدل گیا ہے۔ اور ہم یہ نو دس آدمی اسیرانِ سلطانی ٹھہرائے گئے ہیں۔ ہم سخت تشویش میں ہیں کہ اتنے میں ہمیں اطلاع ہوئی کہ نئی سلطنت کا سرتاج ہم کو طلب کرتا ہے اور ہماری قسمت کا فیصلہ سناتا ہے۔ کیا نشانِ ایزدی ہے کہ ہم جو نو دس آدمی ہیں ان کی بھی دو جماعتیں بنائی گئی ہیں۔ حکم ہوا باری باری جماعت میں نئے حاکم کے سامنے ہم پیش ہوں چنانچہ پہلی جماعت جو نئے سلطان کے سامنے زیر سرکردگی مولوی محمد علی صاحب گئی ہم کمرۂ سلطان سے باہر تھے لیکن مجھے یہ سمجھ آئی کہ نئے فرمانروا نے جو کچھ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو کہا انہوں نے خاموشی سے سُن کر سرِ تسلیم خم کیا اور خاموش ہی باہر آگئے۔ اس کے بعد مجھے حکم ہوا میرے ہمراہ بھی چار پانچ احباب باقی تھے اور وہ میری سرکردگی میں پیش ہوئے۔ جب میں کمرۂ سلطان کے اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ نیا حاکم خود مولوی نورالدین صاحب ہیں۔ آپ نے نہایت شفقت اور ملائمت کے ساتھ مجھے اور میرے ہمراہیوں کو خطاب کیا۔ اور یہ ... [illegible]

کسی قدر تیز تھا۔

مولوی نورالدین صاحب - تم جانتے ہو کہ تم کون ہو اور تمہاری حیثیت اس وقت کیا ہے ؟

میں - میں خوب جانتا ہوں کہ جس خاندانِ شاہی کے ہم رکن تھے وہ دَور بدل گیا ہے اور ہم اس وقت اسیرانِ سلطانی ہیں

مولوی نورالدین صاحب - کیا وجہ ہے کہ تمہارے ساتھ وہی سلوک نہ کیا جاوے جو اسیرانِ سلطانی کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تم کو ان وطنوں سے نکال کر دوسرے وطنوں میں آباد نہ کیا جاوے۔

میں (بڑے جوش اور لاپرواہی کے ساتھ) آپ کی جو مرضی ہے کریں جب ہم اسیرانِ سلطانی ہیں تو ہمارا چارہ ہی کیا ہے۔ ہم خوب سمجھتے ہیں کہ ہمارا اب دور بدل گیا ہے۔ اب ہم قیدی ہیں۔ اگر ہم کچھ اور چاہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ جو آپ کی خوشی ہو کرو۔

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میرے تمام جسم پر رعشہ اور سنسناہٹ تھی۔ اور ایک مدت تک میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ یہ تہجد کا وقت تھا میں اٹھا اور سب سے اول اس واقعہ کو قلمبند کیا اور صبح تک استغفار میں مصروف رہا۔ بعد از نمازِ صبح حضرت مرزا صاحب مغفور باہر آئے تو سب سے اول جو موقعہ مجھے تنہائی میں آپ سے ملا میں نے وہ کاغذ پیش کیا۔

دو دن بعد یہ رؤیا بالکل بدیہی واقعہ ہو جانے والا تھا لیکن مصلحتِ ربی نے آپ کی طبیعت کو اس طرف نہ آنے دیا۔ آپ نے صرف اسی قدر فرمایا کہ خواب میں اسیرانِ سلطانی ہونا نہایت ہی مبارک نہایت ہی مبارک ہے۔

حضرت صاحب کے بعد میں حضرت حکیم صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ کاغذ دکھایا وہ حسرت آج تک میرے پیشِ نظر ہے جو اس کاغذ کو دیکھ کر مولوی صاحب کے چہرے پر نمودار ہوئی آپ نے کئی منٹوں تک گردن نیچی رکھی اور پھر بعد میں اس کاغذ کو اپنی جیب میں ڈال کر فرمایا کہ میں اس کی تعبیر بعد ظہور سناؤں گا۔ ۴۸ گھنٹہ اس واقعہ پر گزرے کہ بادشاہِ وقت جہان سے رخصت ہو گیا۔ (یعنی حضرت اقدس کا وصال ۲۶ مئی کو ہو گیا۔ ناقل) اور نئے کار کے آثار شروع ہو گئے۔ اس خواب سے اطلاع اسی دن مرزا یعقوب بیگ صاحب - ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب کو دی گئی تھی۔ اور وہ خدا کے فضل سے اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں۔

الغرض جب ہم اس اندوہناک موت کے بعد فوری انتظام سے ... نعش مبارک ریل میں بغرض قادیان لے چلے تو میں نے حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب سے جبکہ ہر دو ڈاکٹر صاحبان بھی ہمراہ تھے۔ پوچھا کہ بتلاؤ اب خلیفہ کون ہوگا ؟ تو شیخ صاحب نے فی الفور بجواب کہا کہ وہی جس کی تمہیں دو دن پہلے اطلاع ہو چکی ہے شیخ صاحب کا اس رؤیا کی طرف اشارہ تھا

جب ہم قادیان پہنچے اور حضرت فاضل امروہی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی استرضاء کے بعد گول کمرہ قادیان میں جمع ہوئے تو میں نے حضرت قبلہ کو وہاں آنے کی تکلیف دی۔ اس وقت بھی میں نے یہ نہیں کہا کہ اب آپ خلافت کو قبول کریں۔ بلکہ میں نے یہ عرض کیا کہ حضور کو جو کاغذ میں نے لاہور میں دیا تھا اور جس میں میرا ایک رؤیا تھا وہ کیا حضور کو یاد ہے ؟

مولوی صاحب - ہاں میاں وہ کاغذ اب بھی میری جیب میں ہے۔

میں - تو پھر اب وہ وقت آگیا"

خواجہ صاحب کے اس خواب میں کس طرح خدا تعالیٰ نے ان کو خلافت کی طرف کھینچا اور ان پر واضح کر دیا کہ خلافت ہی جماعت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے اسے چھوڑ کر جماعت کا شیرازہ کبھی مجتمع نہیں رہ سکتا۔ وہ مجرموں کی طرح شاہی اسیر بھی بنے اور ان کا اسیر ہونا خلافت و جماعت اور خاندان اور اہلبیت کے لئے مبارک ہوا۔ پھر وہ جلا وطن ہوئے ان کا تعلق قادیان سے نہ رہا وہ خدا کے رسول کے مبارک تخت گاہ سے دربدر ہوئے جسے خدا نے دائمی مرکز قرار دیا تھا۔ وہ اس سے شامتِ اعمال ہمیشہ کے لئے الگ ہو گئے۔ اور وہی خلافت جو خدا نے ان کو رؤیا میں دکھائی تھی اسکے خلاف کھڑے ہو جانے کی وجہ سے اس سے محروم ہو گئے خواجہ صاحب نے جس طرح رؤیا میں گروہِ خوارج کے دو حصے دیکھے تھے اسی طرح ان کے گروہ کے دو حصے ہو گئے۔ خواجہ صاحب مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ بھی نہ رہ سکے اور ان کے گروہ سے اپنا مشن الگ کر لیا۔ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتا دیا تھا کہ وہ حضور سے الگ ہو جائیں گے اور ان کے واپس آنے کی خواہش رکھنے کے باوجود اپنی وصیت کو پسِ پشت پھینک کر واپس قادیان آ کر حضور کی معیت میں شامل نہ ہوں گے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ

> مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ (تذکرہ صفحہ ۶۹۲ طبع اول)

اس الہام کے باوجود مولوی صاحب قادیان کو چھوڑ کر چلے گئے اور واپس نہ آئے اور لاہور میں مخالف اڈا کھڑا کر لیا۔ مولوی صاحب نے قادیان کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر اپنے آپ کو حضور کی معیت سے الگ کر لیا۔ اور عمداً پھر کبھی حضور کی معیت میں نہ اپنی زندگی میں آ کر رہے اور نہ بعد وفات حضور کی معیت ان کو حاصل ہوئی۔ اور لاہور میں شرارتی عنصر کے نرغہ میں گھر کر ان کے حملوں کی تاب نہ لا کر حسرتناک طور پر دکھوں کا شکار ہو کر جان کھو دی۔ اور اپنی یاد میں دکھوں کی داستان چھوڑ گئے

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازہ کے لاہور سے قادیان پہنچنے پر خواجہ کمال الدین صاحب نے جماعت اور اپنے اکابرین کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا

> "خدا کی طرف سے ایک انسان منادی بن کر آیا جس نے لوگوں کو خدا کے نام پر بلایا۔ ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے گرد جمع ہو گئے مگر اب وہ ہم کو چھوڑ کر اپنے خدا کے پاس چلا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے"

یہ روایت مولوی محمد علی صاحب کے استاد حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ خواجہ صاحب کے اس سوال پر شیخ رحمت اللہ صاحب نے کھڑے ہو کر پنجابی زبان میں کہا :-

> "میں نے قادیان آتے ہوئے رستہ میں بار بار یہی کہا اور اب بھی دہراتا ہوں کہ اس بڈھے (یعنی حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ ناقل) کو آگے کرو۔ اس کے سوا یہ جماعت قائم نہ رہ سکے گی"

شیخ صاحب کی تجویز کو جملہ حاضرین و اکابرین نے سن کر تسلیم کیا کسی نے نہ تو اس کا انکار کیا نہ اس پر انجمن کا نام لیا اور نہ عدمِ ضرورتِ خلافت کا اظہار کیا۔

اس کے بعد ایک چٹھی جس پر شیخ رحمت اللہ صاحب موصوف، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جو بعد میں اکابرین و اہل الرائے گروہ خوارج قرار پائے کے دستخط بھی تھے حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ اس میں یہ درخواست کی گئی تھی :-

اعتراف کہ الوصیت میں خلافت کا ذکر ہے

"مابعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں، اس امر پر صدقِ دل سے متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقیٰ ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں۔ اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوہ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر

(باقی صفحہ ... پر)

قسطِ اوّل

خلافتِ اسلامیہ ——— اس کی ضرورت واہمیّت

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ مقیم کلکتہ

آیتِ استخلاف وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم و لیبدلنّھم من بعد خوفھم امنًا یعبدوننی و لا یشرکون بی شیئًا و من کفر بعد ذٰلک فاُولٰئک ھم الفاسقون۔ (النور ع)

سورۂ نور کی اس آیت کے متعلق پچھلے مفسرین متفق ہیں کہ یہ خلافتِ اسلامیہ حقّہ کے متعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتابوں میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" میں آیتِ استخلاف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:—

"ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا۔ اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کے لئے ابوابِ سعادت مفتوح رکھے۔ کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے۔"
(شہادت القرآن صفحہ ۵۰)

نیز فرمایا:—
(ترجمہ) "پس گویا تفصیل اس آیت (استخلاف) کی یوں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تم سے پہلے ان لوگوں کو روئے زمین پر خلیفہ مقرر کیا تھا جو ایماندار اور صالح تھے اور اپنے ایمان کے ساتھ اعمالِ صالح جمع رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ تم میں سے بھی اے مسلمانو ایسے لوگوں کو جو انہی صفاتِ حسنہ سے موصوف ہوں اور ایمان کے ساتھ اعمالِ صالح جمع رکھتے ہوں خلیفہ کرے گا۔"
(شہادت القرآن صفحہ ۳۶)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خلافتِ راشدہ حقّہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ تک تھی پھر ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان لوگوں کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:—

"بعض صاحب آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ منکم سے صحابہ ہی مراد ہیں۔ اور خلافت راشدہ حقّہ انہیں کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی کا دور تھا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا۔"
(شہادت القرآن صفحہ ۳۳)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں یہ امر واضح ہو گیا کہ اس آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے خلافتِ راشدہ متصلہ بعد از نبوت کے انعام کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور یہ وعدہ دائمی ہے۔ ہاں البتہ یہ وعدہ مومنوں کے کامل ایمان اور اعمالِ صالحہ کے بلند ترین معیار اور بالخصوص خلافتِ راشدہ کی اطاعت پر کامل ایمان اور خلافت کے قیام و بقا کیلئے قربانیوں کے اعلیٰ ترین معیار کے ساتھ مشروط ہے۔

خلافت کی تعریف خلافت ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کے پیچھے آنے یا کسی کا قائمقام بننے یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت میں فرائض سر انجام دینے کے ہیں۔ و فی الشرع الامام الذی لیس فوقہٗ امام شرعی لحاظ سے وہ پیشرو یا حاکم اور امام جس کے اوپر اور کوئی حاکم نہ ہو۔ یعنی وہ آخری اتھارٹی ہو۔

اصطلاحی طور پر خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے

اوّل:— وہ ربانی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کے لئے مامور ہو کر مبعوث کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں تمام انبیاء اور رسول خلیفۃ اللہ کہلاتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کرتے ہیں۔ اور انہی معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہ السلام کو خلیفہ کے نام سے یاد کیا ہے

دوسرے وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کا قائمقام اور اس کی جماعت کا امام بنتا ہے خلیفہ کہلاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"خلیفہ کے معنے جانشین کے ہوتے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں"
(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۹۳)

جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضےٰؓ رضوان اللہ علیہم خلیفہ ہے اور یہ چاروں بزرگ خلفاء راشدین اعلیٰ درجہ کی روحانی و اخلاقی استعدادوں اور صفات کے مالک تھے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی عربی کتاب "سرّ الخلافہ" میں فرماتے ہیں:—

"خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ امر ظاہر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت فاروق عمر خطابؓ اور حضرت عثمان غنیؓ سب اہل صلاح اور اہل ایمان تھے۔ اور یہ وہ لوگ تھے جن کو خدا نے اپنے حضور میں برگزیدہ فرمایا۔ اور اپنے روحانی انعامات سے انہیں نوازا۔"
(ترجمہ از عربی عبارت)

نیز فرمایا:—
"حضرت علیؓ متقی اور پاک تھے اور آپ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا کے بہت محبوب ہوتے ہیں۔ اور آپؓ اعلیٰ گھرانے میں سے تھے۔ اور آپ اللہ کے غالب شیر تھے اور خدائے مہربان کے سپاہی تھے۔"
(سرّ الخلافہ ترجمہ از عربی عبارت)

خلافت کی ضرورت نبوت کے بعد خلافتِ راشدہ وہ سب سے قیمتی اور سنہری تاج ہے جو مومنوں کے سر پر بطور انعام رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت و دانائی کے ماتحت ہوتا ہے چونکہ اس کے قانونِ طبعی کے ماتحت انسان کی عمر محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی بھی انسان اور بشر ہوتا ہے۔ مگر اس کے ذمہ جو اصلاح و ارشاد کا کام ہوتا ہے وہ ایک لمبے زمانہ کی نگرانی اور تربیت چاہتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے نبوت کے بعد خلافت کا نظام مقرر فرمایا ہے۔ تاکہ نبی کی وفات کے بعد خلفاء کے ذریعہ اس کے کام کی تکمیل ہو سکے۔ گویا جو تخم نبی کے ذریعہ بویا جاتا ہے اسے خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ اس حد تک تکمیل تک پہنچانے کا انتظام فرماتا ہے کہ وہ ابتدائی خطرات سے محفوظ ہو کر ایک مضبوط پودے کی صورت اختیار کر لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت کا نظام دراصل نبوت کے نظام کی فرع اور اس کا تتمہ ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:—

مَا کَانَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ
(جامع الصغیر السیوطی)

کہ ہر نبوت کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔ اس حدیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانی سلسلوں کے بانیوں کو خدا تعالیٰ نے بغیر جانشین نہیں چھوڑا۔ ان کے جانشین ان کے مشن کو قائم رکھتے اور ترقی دیتے ہیں۔ اور ان کا بویا ہوا تخم ان خلفاء کے ذریعہ بڑھتا ہے۔ گویا خلفاء اس کے نگہبان ہوتے ہیں

پس خلافت ایک نہایت ہی مبارک اور مقدس نظام ہے جس کے ذریعہ آفتابِ نبوت کے ظاہری غروب کے بعد اللہ تعالیٰ ماہتابِ خلافت کے طلوع کا انتظام کرتا ہے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ خلافت نورِ نبوت کے لئے بمنزلہ ریفلیکٹنگ reflection کے ہے۔ یعنی خلافت کو خدا نے نورِ نبوت کو ممتد کرنے کا ذریعہ بنایا ہے اور یہ نظامِ الٰہی جماعتوں کی تنظیم و تربیت کے لئے ازحد ضروری ہے۔ کیونکہ خلافت کا وجود جماعتی زندگی اور اس کی حیات و بقا کے لئے بمنزلہ دل ہے۔ جس طرح جسم کے تمام اعضاء ایک ہی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور سب کی حیات کا مرکز صرف اور صرف دل ہے اسی طرح افراد جو بمنزلہ اعضاء و جوارح ہیں ان کی حیات ملی کا مرکز صرف اور صرف خلیفۂ وقت ہے سہ

خلافت کشتیٔ ملت کی امیدوں کا سہارا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ ملت کا اک ادنیٰ سہارا ہے

پس خلافتِ راشدہ ہر نبی کی قومی زندگی کا نام ہے۔ اس کے ذریعہ اس نبی کا وجود ظلی طور پر قوم میں موجود رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اسی واسطے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت

رسول کا ظل ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے"
(شہادت القرآن صفحہ ۵۷)

خلافت کا قیام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الحج) کہ نبی کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ مامور کرتا ہے۔ وہ نبی ہوتا ہے۔ اس پر ایمان لانے والے اس سے روحانی فیضان حاصل کرتے ہیں۔ مگر جب اس نبی کی وفات پر مومن یتیم ہو جاتے ہیں خدا تعالیٰ اجازت دیتا ہے کہ مومن اس کے جانشین کا انتخاب کریں۔ مگر تقرر خدا کی طرف سے ہوگا۔ چونکہ خلافت کا نظام نبوت کے نظام کی فرع اور تتمہ ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس کے قیام کو نبوت کے قیام کی طرح اپنے ہاتھوں میں رکھا ہے۔ تا کہ خدا کے علم میں جو شخص بھی حافظ الوقت لوگوں میں سے اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے سب سے زیادہ موزون ہو وہی مسند خلافت پر متمکن ہو سکے البتہ چونکہ نبی کی بعثت کے بعد مومنوں کی ایک جماعت وجود میں آ چکی ہوتی ہے اور وہ نبوت کے فیض سے تربیت یافتہ بھی ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ خلافت کے انتخاب میں مومنوں کو بھی حصہ دار بنا دیتا ہے۔ گویا یہ ان کی عزت افزائی ہے کہ ان کے ذریعہ خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے۔ گو یہ خلفاء بظاہر اہل ایمان کی آراء اور باہمی مشورہ سے منتخب ہوتے ہیں مگر در اصل وہ خدائی انتخاب ہوتا ہے جو مومنوں کے شکستہ اور گداز دلوں کی آواز اور مشیت الٰہی سے ہوتا ہے نیز اس لئے کہ وہ اس خلیفہ راشدہ کی اطاعت بجا لائیں اور اس کے ساتھ تعاون کرنے میں زیادہ شرح صدر محسوس کریں۔ اس طرح خلیفہ کا انتخاب ایک عجیب و غریب مخلوط قسم کا رنگ رکھتا ہے۔ کہ بظاہر مومن انتخاب کرتے ہیں مگر حقیقتہً خدا کی تقدیر اوپر کی ہوتی ہے کیونکہ وہ وقت بڑا نازک وقت ہوتا ہے۔ دل لرز جاتے ہیں۔ قیامت کا زلزلہ ہوتا ہے۔ مگر خدا مومنوں کے دلوں پر تصرف کر کے ان کی رائے کو اہل شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ وہ مومن ایک امام کا انتخاب کرتے ہیں قوم کا شیرازہ اس کے زیر سایہ متحد ہو جاتا ہے۔ دلوں کو سکینت و قرار حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں ہر جگہ خلفاء کے تقرر کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اور بار بار فرمایا ہے کہ خلیفہ میں بناتا ہوں۔ آیت استخلاف کے الفاظ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ اس پر شاہد ہیں۔ اسی حقیقت کے پیش نظر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی سے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنے بعد ابو بکرؓ کو جانشین نامزد کر دوں مگر پھر میں نے کہا

یَاْبَی اللّٰہُ وَیَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ (بخاری)

کہ اللہ تعالیٰ بھی اس بات سے انکار کرے گا اور مومن بھی اس کو پرے ہٹا دیں گے۔ سوائے اس کے کہ حضرت ابو بکرؓ کو ہی خلیفہ منتخب کیا جائے۔ یعنی میرے بعد خدا اور مومنوں کی جماعت ابو بکرؓ کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہ ہوگی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب صحابہ ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے اور انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی۔ اس طرح اسلام میں خلافت راشدہ کی بنیاد پڑ گئی۔ حضرت ابو بکرؓ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلے جو خطبہ پڑھا اس میں فرمایا:۔

ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ خَلِیْفَۃً لِیَجْمَعَ بِہٖ اُلْفَتَکُمْ وَیُقِیْمَ بِہٖ کَلِمَتَکُمْ
(دائرۃ المعارف مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۷۵۸)

کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے خود تمہارے لئے خلیفہ مقرر کیا ہے تا وہ تمہاری وحدت کو قائم رکھے اور تمہاری باہمی الفت کو پائیدار بنائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی رسالہ "الوصیت" میں خلافت راشدہ کے قیام کے سلسلہ میں اسی نکتہ کو بیان فرمایا ہے کہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے خود حضرت ابو بکرؓ کو کھڑا کر کے مسلمانوں کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا

چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

(الف) "یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے .... جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔

(۱) اول۔ خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے

(۲) دوسرے۔ ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو آخر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزے کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانوں کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا

(الوصیت صفحہ ۵-۶)

(ب) نیز ایک دوسرے مقام پر فرمایا:۔

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول یا نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پا جاتے ہیں تو دنیا میں ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔"

(اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

(باقی آئندہ)

پروگرام دورہ مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال

۶۸/۵/۲۴ ـــ تا ـــ ۶۸/۶/۹

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال نیچے درج شدہ پروگرام کے مطابق دورہ کر رہے ہیں۔ جس میں وہ حسابات کی چیکنگ اور وصولی چندہ جات کا کام سر انجام دیں گے امید ہے کہ عہدیداران مال اور احباب جماعت ان سے کماحقہ تعاون فرماتے ہوئے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
۱	کلکتہ	۶۸/۵/۲۴	۱	۶۸/۵/۲۵
۲	رانچی	۶۸/۵/۲۶	۱	۶۸/۵/۲۷
۳	بھاگلپور ۔ برہ پورہ	۶۸/۵/۲۸	۲	۶۸/۵/۳۰
۴	بنارس	۶۸/۵/۳۱	۱	۶۸/۶/۱
۵	بھدوہی	۶۸/۶/۱	½	۶۸/۶/۱
۶	کانپور	۶۸/۶/۲	۱	۶۸/۶/۳
۷	دہلی	۶۸/۶/۴	۱	۶۸/۶/۵
۸	میرٹھ ہاپوڑ	۶۸/۶/۵	۱	۶۸/۶/۶
۹	انبیٹہ	۶۸/۶/۶	۱	۶۸/۶/۷
۱۰	دہلی	۶۸/۶/۷	۱	۶۸/۶/۸
۱۱	قادیان	ـــ	ـــ	ـــ

مسجد احمدیہ ڈائمنڈ ہاربر (نزد حاجی پور) کا افتتاح

کلکتہ سے قریباً تیس میل کے فاصلہ پر ایک بستی حاجی پور ہے جس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی بندرگاہ ہے جسے ڈائمنڈ ہاربر کہتے ہیں۔ حاجی پور میں کافی عرصہ سے جماعت قائم ہے۔ مگر چند سالوں سے اس علاقہ ڈائمنڈ ہاربر کے مختلف گاؤں میں کئی [illegible] دخل احمدیت ہوئے ہیں۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس علاقہ میں تبلیغی و تربیتی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے حاجی پور میں مسجد اور مبلغ کا کوارٹر تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے میں نے مکرم چوہدری محمود احمد و منیر احمد صاحبان Topsia Rubber کے مالکان کو تحریک کی کہ وہ زمین لے دیں۔ چنانچہ انہوں نے مناسب زمین خرید کر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام رجسٹری کروا دی۔ جزاھما اللہ احسن الجزاء۔

اس کے بعد احباب جماعت کلکتہ کی خدمت میں تحریک کی کہ وہ وہاں مسجد اور کوارٹر تعمیر کروا دیں۔ چنانچہ احباب نے اس تحریک پر لبیک کہا اور مکرم میاں محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کی زیر نگرانی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ مکرم میاں صاحب موصوف نے اپنے ملازم خاص میاں عبد الحمید صاحب کو اس کام پر مامور کر دیا۔ جنہوں نے خوب محنت اور شوق سے اس مسجد اور کوارٹر کی تعمیر کروائی۔ تعمیر کا کام مکمل [illegible] اس مسجد کے افتتاح [illegible] ۲۸ اپریل بروز اتوار کی تاریخ مقرر کی گئی۔ اور ایک تبلیغی جلسے کا پروگرام بنایا گیا۔ اور [illegible] شائع کرائے گئے۔ علاقہ ڈائمنڈ ہاربر کے احباب کے علاوہ کلکتہ سے بھی کافی دوست اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے پہنچ گئے۔ بعد نماز ظہر اس افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم منشی شمس الدین صاحب نے کی۔ بعد ازاں مکرم سید مسعود احمد صاحب کٹکی، ماسٹر مشرف علی صاحب ایم۔ اے، مکرم مولوی عبید الرحمن صاحب فانی مبلغ سلسلہ، مکرم پیر علی صاحب، مکرم منشی شمس الدین صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ اور آخر میں مکرم محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے اس مسجد احمدیہ کی تعمیر کے اغراض و مقاصد پر تقریر کرتے ہوئے اس مسجد کی آبادی اور بابرکت ہونے کے لئے احباب جماعت کے ہمراہ پُرسوز دعا فرمائی۔ بعد ازاں احباب [illegible] کی تواضع مٹھائی اور چائے سے کی گئی۔

اس مسجد اور کوارٹر کی تعمیر پر قریباً ۱۵۰۰۰ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ مکرم میاں محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے پیشکش فرمائی ہے کہ یہ اخراجات اُن کی طرف سے اور ان کے بھائی مکرم محمد شفیع صاحب احمدی کی طرف سے قبول کئے جائیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور علاقہ ڈائمنڈ ہاربر میں یہ ہمارا تبلیغی و تربیتی مرکز مضبوط ہو۔ اور اس علاقہ میں احمدیت کا نور خوب پھیل جائے۔ اور جن دوستوں نے اس مسجد کے لئے زمین خرید کر دی۔ اور جن دوستوں نے اس کی تعمیر کے اخراجات برداشت کئے۔ اور جن دوستوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اُن کے اموال و نفوس میں برکت دے۔ اور اُن کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق دے۔ اور اُن کو دینی اور دنیوی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

مکرم میاں محمد حسین صاحب امیر جماعت نے اس دار التبلیغ کی لائبریری کے لئے قرآن مجید مترجم بزبان بنگالی تفسیر کبیر کے چند نسخے اور بنگالی کتب بھی تحفۃً عنایت فرمائی ہیں۔ اور مزید امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اس وقت مکرم مولوی عبید الرحمن صاحب فانی وہاں بطور مبلغ کام کر رہے ہیں۔ اور یہ دار التبلیغ احمدیہ مسلم مشن کلکتہ کے تابع اور زیر نگرانی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم مبلغین کی تبلیغی و تربیتی مساعی میں برکت ڈالے۔ اور ان کے خوشکن اور بابرکت نتائج ظاہر ہوں۔

خاکسار بشیر احمد [illegible]

انچارج احمدیہ مسلم مشن

کلکتہ

قسط نمبر ۲

وصولی وعدہ چندہ وقف جدید بابت ۱۹۶۸ء

ایسے احباب جنہوں نے وقف جدید کے گیارھویں سال کے وعدہ کے ساتھ ساتھ ادائیگی بھی کر دی ہے ان کے اسمائے گرامی بغرض دعا حضرت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض ملاحظہ و دعا ارسال کر دی گئی ہے اور قارئین اخبار بدر سے بھی دعا کی درخواست کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرما دے۔ اور مزید خدمتِ دین کی برابر توفیق بخشے۔ آمین

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

شاہجہان پور

مکرم مولوی عبید السلام صاحب بے پور ۶/-

سیدہ زبیدہ خاتون صاحبہ اہلیہ 〃 〃 ۶/-

سید نصیر احمد ابن 〃 〃 ۶/-

برہم پور

مکرم سید سیف الدین صاحب بجہ اہل و عیال ۷/-

کیرنگ

مکرم یعقوب خان صاحب ۶/-

عابدہ بی بی صاحبہ اہلیہ

عبد الصمد صاحب ۶/-

داؤد افغان صاحب ۶/-

بھدرک

محترمہ محبوبہ بی بی صاحبہ ۵/-

محترمہ کبریٰ بی بی صاحبہ ۵/-

〃 رحیمہ بی بی صاحبہ ۵/-

〃 حمیدہ بی بی صاحبہ ۵/-

〃 محمودہ بی بی صاحبہ ۵/-

〃 صالحہ خاتون صاحبہ ۵/-

〃 [illegible] النساء صاحبہ ۵/-

کھڈاپلی

مکرم [illegible] صاحب ۶/-

محترمہ مبارکہ بی بی صاحبہ ۱۹/-

مکرم عبد الحکیم خان صاحب ۶/-

محترمہ [illegible] بی بی صاحبہ ۵/-

مکرم نثار [illegible] صاحب ۶/-

〃 کاشف خان صاحب منجانب خدام الاحمدیہ ۱۰/-

〃 عبد الصمد صاحب میجر [illegible] ایم۔ پی آسام ۳۰/-

〃 شفیق الدین خان صاحب ۱۴/-

کٹک

مکرم عبد الصمد خان صاحب ۳۱/-

〃 بشیر الدین ابن شفیق الدین صاحب ۶/-

〃 مولوی عبد الکریم صاحب ۶/-

پوری

مکرم شیخ علی صاحب ڈپٹی کلکٹر ۱۰۰/-

محترمہ خدیجہ بیگم اہلیہ 〃 〃 ۲۴/-

مکرم شریف احمد صاحب چار کوٹ بالاسعید ۶۰/-

آسنولہ

مکرم ماسٹر عبد الرحمن صاحب [illegible]

〃 غلام حیدر صاحب [illegible]

〃 ظفر اللہ و عقیلہ بنت محمد یوسف صاحب [illegible] [illegible]

〃 عبد الاحد صاحب کو مل [illegible]

پارٹی پورہ

مکرم میر غلام محمد صاحب [illegible]

〃 محمد [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] ۱۲/-

بلہسر

مکرم مسعود عالم صاحب ۸/-

محترمہ [illegible] مسعود [illegible]

مکرم خالد [illegible] صاحبہ ۶/-

نیا مالی سال اور بقایا دار افراد کا فرض

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال یکم مئی ۱۹۶۸ء سے شروع ہو چکا ہے متعدد جماعتیں جن کی طرف سے گزشتہ مالی سال میں وصولی متوقع بجٹ کے مطابق نہیں ہوئی کو ادائیگی بقایا کے لئے تحریک ارسال کی جا چکی ہے اور اب یہ بقایا جات ایسی جماعتوں کے موجودہ مالی سال کے بجٹ میں شامل کر کے اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے بقایا دار احباب اور جماعتیں اپنے مالی فرض ادا کرنے کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ مجھے یہ بات یاد رکھنی چاہئیے کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے"۔

نیز حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا میں خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں اگر تم چندہ میں حصہ نہیں لوگے۔ تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ"۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ احباب، جماعت اور عہدیداران کو فرض شناسی کی توفیق بخشے اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

چندہ اخبار ختم ہے!

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ جون ۱۹۶۸ء میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ بدر بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ موصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمائیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے

مینیجر اخبار بدر قادیان

خریداری نمبر	نام	خریداری نمبر	نام
۱- نمبر ۸۰۰	بابو عبدالرزاق صاحب	۷- نمبر ۱۸۰۱	آزاد مشنری سٹورز
۲- نمبر ۱۰۴۷	سید مرزا رفعت حسین صاحب	۸- نمبر ۱۵۴۸	محمد عارف صاحب
۳- نمبر ۱۳۵۲	طلعت جمال صاحبہ	۹- نمبر ۱۸۱۵	محمد سرتاج خان صاحب
۴- نمبر ۱۴۲۲	بہادر خان صاحب	۱۰- نمبر ۱۸۵۷	محمد ناصر الدین صاحب عثمانی حیدرآباد
۵- نمبر ۱۵۰۴	بشیر احمد صاحبہ	۱۱- نمبر ۱۸۵۸	ایم سمیع صاحب
۶- نمبر ۱۶۷۲	ڈاکٹر اسمٰعیل حسن صاحب	۱۲- نمبر ۱۵۰۲	مشتاق احمد صاحب

...لاہوری گروہ خوارج کے سابقہ بیانات بقیہ صفحہ ۶

یہ نعمتی بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

سے ظاہر ہے کہ حضرت کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا"

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

اب گروہ خوارج ہمیں بتائے کہ اس سب سے پہلے موقعہ پر انہوں نے انجمن کو ہی کیوں حضور کا جانشین نہ رہنے دیا۔ اور اس کی موجودگی میں اگر کسی خلیفہ کا وجود ضروری نہ تھا اور نہ ہی الوصیت میں خلافت کا کوئی ذکر تھا تو انہوں نے خلیفہ کا وجود کیوں ضروری قرار دیا اور اسے خلاف واقعہ الوصیت کی طرف منسوب کر کے ایسا صریح ظلم تو م پر کیوں ڈھایا۔ ان کا ایسا کرنا بتاتا ہے کہ جو کچھ ان کی طرف سے آج واویلا کیا جا رہا ہے یہ ان کے باغی نفسوں کی بغاوت کا نتیجہ ہے۔ اور جو تشریح حضور کی کسی تحریر کی آج کی جا رہی ہے وہ سراسر باطل اور بعد کی من گھڑت ہے ورنہ اسے اس وقت پیش کر کے مذکورہ تجویز کو غتر بود کرنا چاہیئے تھا۔ اس وقت اسے پیش نہ کرنا اور آج اس کا ڈھنڈورا پیٹنا ان کی بغاوت کی صریح دلیل ہے۔

(۳) جب مذکورہ درخواست کے مطابق موجود الوقت جماعت نے آپ کو خلیفہ قبول کر کے بیعت کر لی تو خواجہ کمال الدین صاحب نے جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری تھے انجمن کے تمام ممبروں کی طرف سے تمام بیرونی جماعتوں کی اطلاع کیلئے حسب ذیل بیان جاری کیا

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے مولینا حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ جناب نواب محمد علی خان صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب خلیفہ رشید الدین صاحب اور خاکسار خواجہ کمال الدین ... کل حاضرین نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔ یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں۔"

(الحکم ۲۸ مئی و بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

مگر اس کے بعد شاطرانہ چالیں اختیار کر کے ان سب اقوال و عملوں پر پانی پھیر کر ان کو ہبا منثورا کرنے کے لئے گروہ خوارج کی آنکھوں میں دھول جھونکی دی گئی اور خلافت کی بجائے اپنی من گھڑت لاہوری انجمن کا علم بلند کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور حضرت مسیح موعود کی قائم کردہ انجمن کو بھی جواب دے دیا گیا۔ کجا تو یہ کہ حضور کی قائم کردہ انجمن ہی حضور کی جانشین ہے اور اس کا فیصلہ قطعی ہے اور کہاں یہ کہ اس کے فیصلہ کو ردی کی ٹوکری میں پھینک کر اس کے مقابلہ میں ایک جعلی و مصنوعی انجمن لاہور میں بنالی۔ یہ ہیں گروہ خوارج کی شاطرانہ چالیں اور منصوبے۔ اور دعویٰ ہے کہ انکا گروہ خوارج ہی حضور کے مقاصد کا علمبردار ہے۔ قادیانی خلافت اور حضور کی قائم کردہ انجمن گمراہ ہے اور یہ کہ حضور کی الوصیت میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں اور پہلے خلیفہ کا انتخاب الوصیت کے مطابق نہ تھا بلکہ گروہ خوارج کی صرف من گھڑت تجویز کے مطابق تھا جو کہ سراسر غلط تھا۔ اور ضروری نہیں کہ آئندہ بھی اس غلطی کا اعادہ کیا جائے۔ حالانکہ ان کی طرف سے پیغام صلح میں یہ اعلان ہو چکا تھا کہ "حضرت مولینا نور الدین صاحب کی بیعت الوصیت کے خلاف ہرگز نہ تھی بلکہ اس کے عین مطابق اور جائز تھی"

(پیغام صلح لاہور ۱۹ اپریل ۱۹۱۴ء) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے جو بعد میں خلافت کے سب سے بڑے دشمن تھے لاہور میں جماعت کے روبرو ایک تقریر میں انجمن کی جانشینی کے علاوہ ایک اور "آپ کے جانشین" کا اعتراف کرتے ہوئے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "جب ان لوگوں کی معتبر اور مسلّمہ کتب میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قائمقام قرار دیا گیا اور صاف اقرار موجود ہے کہ مسیلمہ کا حضرت ابو بکرؓ صدیق کے سامنے قتل کیا جانا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قتل کیا جانا ہے اور حضرت عمرؓ کا قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا مالک ہونا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح کرنا اور مالک ہونا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق اعتقاد نہیں کیا جاتا کہ **آپ کے جانشین** اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا آپ کی اولاد کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ ان کو پورا کر دے (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء)

ایسا ہی خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی انجمن کے علاوہ خلفاء کا سلسلہ تسلیم کرتے ہوئے لکھا "جب میں نے بیعت ارشاد کی اور یہ بھی کہا کہ میں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کا حکم بھی مانوں گا (اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب صفحہ ۶۰) فرمائیے کیا کسر باقی رہ گئی۔ ان بیانات نے بتا دیا کہ انکے نزدیک اس وقت خلافت ضروری تھی۔ اور اس کا قیام الوصیت کے عین مطابق تھا۔ انجمن اس سے پہلے موجود تھی۔ گروہ خوارج حضرت خلیفہ اولؓ کے بعد بھی خلافت کے سلسلہ کی ضرورت کا قائل تھا۔ اس وقت کسی نے بھی خلافت کے مقابلہ میں انجمن کی جانشینی کا سوال کبھی کھڑا نہ کیا بلکہ خود انجمن کے اراکین و معتمدین نے خلافت کے آگے سر تسلیم خم کر کے ثابت کر دیا کہ حضور کے بعد خلافت ضروری ہے۔ محض انجمن کافی نہیں۔ اگر خلافت کی ضرورت مسلّم نہ ہوتی تو انجمن کے ممبران کی اکثریت کبھی بھی اپنا ہاتھ خلیفہ کے ہاتھ میں نہ دیتی اور نہ ہی کسی خلیفہ کے انتخاب کا سوال پیدا ہوتا۔ گروہ خوارج کی چالاکیاں اور شاطرانہ چالیں حیران کن ہیں ایک طرف تو حضور کی مقرر کردہ انجمن کی جانشینی پر زور اور دوسری طرف انجمن کے فیصلوں کو اپنے غلط نفاذ کرنا انکار!

فاعتبروا یا اولی الابصار

دہلی میں ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام سیمینار میں احمدی مبلغ کی تقریر

بقیہ صفحہ اوّل

زیادہ برسوں سے اسباب کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیساکہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یہ کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں۔ بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔"

(لیکچر سیالکوٹ)

آپ کی آمد کا اہم مقصد یہ تھا کہ خدا تعالےٰ کے بارہ میں زندہ ایمان پیدا کیا جائے اور خدا سے دور ہونے والوں کو خدا سے ملنے کا رستہ بتایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی سے اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں جو سچا خدا اور قدیم اور غیر متغیر ہے۔ اور کامل تقدس۔ اور کامل ... اور کامل علم اور کامل انصاف رکھتا ہے اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں ... مجھے بھیجا ہے تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف راہبری کروں۔"

(مسیح ہندوستان میں)

حضور کے ان دعاوی پر مخالفت کا ایک طوفان اُٹھا۔ مسلمانوں کی طرف سے آپ پر کفر کے فتوے صادر کئے گئے اور آپ کو نیز آپ کے ماننے والوں کو ناکام و نامراد رکھنے کے لئے ہر جائز و ناجائز ذرائع استعمال کئے گئے۔ آپ پر جھوٹے مقدمات دائر کئے گئے۔ ایک قتل کا مقدمہ خصوصیت سے آپ پر چلایا گیا جس میں کئی مذاہب کے متبعین نے حصہ لیا۔ (یہ اس مقدمے کی طرف اشارہ ہے جو ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے آپ پر چلایا گیا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اس مقدمے میں بطور گواہ پیش ہوئے تھے) گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کیپٹن ڈگلس کی عدالت میں یہ مقدمہ ... مجسٹریٹ موصوف نے مقدمہ کی سماعت کے بعد نہ صرف باعزت آپ کو بری کیا بلکہ آپ کو یہ حق بھی دیا کہ اگر آپ چاہیں تو مقدمہ کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکتے ہیں۔ مگر حضور نے ایسا نہیں کیا۔ اس موقع پر جب میں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈگلس کا نام لیا تو میری تقریر کے مترجم مسٹر آتی۔ آیچ ڈگلس چونکے اور تعجب سے میری طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا کیا نام تھا اور میرے بتانے پر کہ ان کا نام کیپٹن ڈگلس تھا ہنسنے اور کہنے لگے کہ میرے ہمنام تھے میرا نام بھی ڈگلس ہے۔

اس مخالفت کے دوران سب سے اہم چیز وہ تسلی تھی جو خدا کی طرف سے بذریعہ وحی و الہام آپ کو دی جاری تھی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ تیرے نام کو اس دن تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا ..... (خدا نے فرمایا) میں تیرے خالص اور دلی محبتوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء بحوالہ تذکرہ نیا ایڈیشن صفحہ ۱۴۶)

خدا تعالےٰ کی طرف سے دیئے گئے وعدوں کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا قائم کردہ سلسلہ روز بروز ترقی کرتا چلا گیا۔ اور آج جبکہ اس کے قیام پر قریباً اسی سال کا زمانہ گذر رہا ہے۔ اس جماعت کی شاخیں دنیا کے اکثر حصوں میں منظم طور پر پھیل چکی ہیں چنانچہ ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ یورپ شمالی و جنوبی امریکہ مغربی و مشرقی افریقہ انڈونیشیا۔ ملایا۔ سنگاپور۔ سوئٹزرلینڈ۔ ایران فلسطین۔ ہالینڈ۔ ٹرینیڈاڈ۔ سیلون برما۔ شام۔ لبنان میں مستقل طور پر اس جماعت کے باقاعدہ مشن کام کر رہے ہیں۔

ریورنڈر ڈاکٹر زویمر آج سے چالیس سال قبل قادیان تشریف لائے اور قادیان کو دیکھنے کے بعد رسالہ "چرچ مشنری ریویو" لنڈن میں تحریر فرمایا:۔

"ہم نے قادیان کے تمام مقامات کو دیکھا۔ مثلاً پریس، صیغہ ڈاک صیغہ ترسیل لٹریچر۔ مدرسہ احمدیہ۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے اسکول۔ اشاعت و تبلیغ۔ یہ ایک سرگرم گروہ ہے یہاں سے صرف ریویو آف ریلیجنز ہی شائع نہیں ہی شائع ہوتا ہے بلکہ ... اور میگزین بھی یہاں سے نکلتے ہیں۔ اور لندن۔ پیرس۔ برلن شکاگو۔ سنگاپور اور تمام مشرق قریب کے ساتھ خط و کتابت جاری ہے (اور اب ان ممالک میں باقاعدہ مشن قائم ہو چکے ہیں۔ ناقل) چھوٹے چھوٹے دفاتر ہر قسم کے دستیاب ہونے والے سامان مختلف قسم کی انسائیکلو پیڈیا۔ ڈکشنریوں اور عیسائیت کے خلاف لٹریچر سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔" (ترجمہ انگریزی)

سکھوں کا مشہور اخبار "خالصہ سماچار" امرتسر لکھتا ہے:۔

"احمدی مسلمانوں نے کسی طرح دنیا کے تقریباً ہر ملک میں مبلغ بھیج کر اور مساجد قائم کر کے اپنے پاؤں مضبوط کر لئے ہیں۔ امریکہ جیسے ملک میں ان کے ۱۸ تبلیغی مراکز قائم ہیں۔ اور گولڈ کوسٹ افریقہ میں یہ تعداد ۲۴ ہے۔ دوسرے لٹریچر کے علاوہ ان کے گیارہ اخبار غیر ملکی زبانوں میں شائع ہو رہے ہیں یہ بات صاف طور پر قابلِ غور ہے کہ افریقہ ایسے پس ماندہ ملکوں میں تبلیغ کا میدان زیادہ وسیع ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اس طرف خاص طور پر توجہ دے رہے ہیں اور حیران کر دینے والی کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔"

جماعت کے اس تعارف کے بعد خاکسار نے احمدیت کی مندرجہ ذیل (۳) خصوصیات بیان کیں۔

اوّل۔ احمدیت اس حقیقی اسلام کو پیش کرتی ہے جسے آج سے ۱۴۰۰ سال قبل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا تھا۔ (نہ اس اسلام کو پیش نہیں کرتی جسے قرآن اور سنتِ رسول کے خلاف آجکل کے بعض مسلمان اسلام قرار دے رہے ہیں۔ احمدیت اس اسلام کی علمبردار ہے جس میں گذشتہ مذاہب کی ثابت شدہ اور قائم رہنے والی سچائیاں پائی جاتی ہیں۔

دوم۔ احمدیت خدا تعالےٰ کی خالص توحید دنیا میں پیش کرتی ہے۔ اور انسان اور اس کے بندے کے باہم تعلقات کو قائم کرنے کے ذرائع بتاتی ہے۔

سوم۔ احمدیت خدا تعالےٰ نے ... تعلقات

قائم کرنے کے صرف ذرائع ہی نہیں بتاتی بلکہ یہ بھی بتاتی ہے کہ ان ذرائع پر عمل کر کے آج بھی انسان خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کر سکتا ہے۔ اور وہ حی و قیوم اپنے بندوں سے آج بھی کلام کرتا ہے دیگر مذاہب کی طرح نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنا کلام ان مذاہب کے بانیان کے ساتھ ختم کر چکا تھا اگر اب وہ خدا کلام نہیں کرتا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اپنے وجود کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں میرے ساتھ کثرت سے کلام کیا۔

چہارم۔ احمدیت مذہب کو صرف عقیدہ اور ایمان تک ہی محدود نہیں رکھتی بلکہ احمدیت نے بتایا کہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن مجید نے اپنے احکام کی حکمتیں اور فلاسفی بھی بیان کی ہے۔ اس لئے ہر احمدی حکمتوں کی بنا پر اپنے مذہب کے ساتھ خلوص رکھتا ہے اور اس کے احکام پر سوچ سمجھ کر عمل کرتا ہے

پنجم۔ احمدیت بتاتی ہے کہ جس طرح خدا نے انسان کی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر جگہ۔ ہر قوم اور ہر زمانہ میں انتظام کیا ہے۔ اسی طرح اس کی روحانی ضرورتوں کے لئے بھی تمام ملکوں، قوموں اور زمانوں کے لئے انتظام فرمایا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر ملک کے لئے روحانی مصلحین کا انتظام کیا گیا۔ یہ کہنا کہ صرف عرب یا فلسطین میں ہی نبی آتے تھے اور دوسرے ملک ان سے محروم رہے درست نہیں۔

اس تعلیم کے مطابق جماعت احمدیہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آقا اور پیشوا تسلیم کرتی ہے۔ اور یہ بھی مانتی ہے کہ حضور سید الاولین والآخرین ہیں۔ اور یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ مہاراجہ رام چندر، شری کرشن جی مہاراج، مہاتما بدھ، حضرت زرتشت، حضرت کنفیوشس، حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب خدا تعالیٰ کے راستباز بندے تھے اور اپنے اپنے زمانہ میں انسانوں کی روحانی اصلاح کے لئے مامور ہوئے۔

ششم۔ احمدیت انسان کو نہ صرف یہ کہ بری باتوں سے روکتی ہے اور منع کرتی ہے بلکہ ایسے اصول پیش کرتی ہے جس سے گناہوں اور بری باتوں کے ارتکاب کا موقع ہی پیدا نہ ہو۔ احمدیت رشوت ستانی، بلیک مارکیٹ، سود کو بالکل ناجائز قرار دیتی ہے۔ اور عیش کے سامانوں پر جو امراء کو حاصل ہیں احمدیت نے ایک حد تک پابندی لگا دی ہے۔ مثلاً ہر احمدی کو سادہ زندگی بسر کرنے کا حکم ہے۔ تمام حالات میں امیر و غریب ایک ہی کھانا پر اکتفا کریں۔ یعنی ایک ہی ڈش استعمال کیا کریں بدیوں کے محرکات سینما، سرکس، تھیٹر کو دیکھنے سے منع کیا اور اچھا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

چند خصوصیات احمدیت بیان کرنے کے بعد میں نے بتایا کہ اگرچہ احمدیت ایک اسلامی تحریک ہے مگر مسلمانوں کے موجودہ عقائد سے اسے چند باتوں میں اختلاف ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ جماعت احمدیہ عام مسلمانوں سے اس امر میں متفق نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے ہیں اور قیامت کے قریب آسمان سے ان کا نزول ہوگا بلکہ دیگر انبیاء کی طرح ان کی وفات ہو چکی ہے۔ اور اس بارہ میں قرآن مجید سے متعدد دلائل ہیں لیکن اس مختصر وقت میں ان کو بیان نہیں کر سکتا۔

۲۔ جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتی ہے لیکن خاتم النبیین کا یہ مفہوم نہیں لیتی کہ آنحضرت صلعم کے بعد سلسلہ انبیاء بند ہو چکا ہے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کا مرتبہ خاتم النبیین اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ آئندہ اب کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جس پر آنحضرت صلعم کی مہر تصدیق ثبت نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت چونکہ کامل ہے۔ اس لئے یہ انبیاء حضور کی اطاعت و فرمانبرداری کی وجہ سے غیر تشریعی امتی نبی ہوں گے

۳۔ عام مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اب اپنے بندوں سے کلام نہیں کرتا لیکن جماعت احمدیہ قرآن مجید کی روشنی میں یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ مسلمانوں میں تا قیامت ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن سے خدا تعالیٰ کلام فرماتا رہے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون"
(سورۃ حٰم سجدہ ع ۴)

ترجمہ۔ وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے۔ ان پر فرشتے اتریں گے (یعنی کلام الٰہی سے نوازے جائیں گے) یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور غم نہ کرو۔ اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

۴۔ جماعت احمدیہ یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ موجودہ زمانہ میں جس موعود نے ظاہر ہونا تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے وجود میں ظاہر ہو چکا ہے خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا ہے اور نبیوں کی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی ہے اب ماننا یا نہ ماننا لوگوں کا کام ہے۔ مبارک ہے وہ جو وقت کو پہچانتا ہے اور اس فیصلے کو قبول کر کے خدا کے انعامات کا وارث بنتا ہے۔

اس لحاظ سے جماعت احمدیہ اپنے انتظار کو ختم کر چکی ہے۔ اور متبعین جماعت احمدیہ علی وجہ البصیرت یہ یقین رکھتے ہیں کہ آنے والا موعود جس کی راہ دیکھتے دیکھتے عالم سے بہت سے بزرگ گزر گئے آ گیا اور اب کوئی شخص آسمان سے نہیں اترے گا۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا۔ اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اب وہ بڑھے گا، اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔